پیام اقبال Bahria Research Journal on Iqbal Studies (BRJIS)
2(2), 15-25, 2023

ترویج فکر اقبال میں تعلیمی اداروں کے مثبت کردار کے امکانات

Role of Institutions in Promotion of Iqbal Thoughts

Atta ur Rehman Meo
Lahore Garrison University
dratta786@gmail.com

Hafiza Ayesha Saddiqa
Lahore College For Women University
saddiqies90@gmail.com

Abstract

Teachings of Iqbal are the eminence of humanity. Behind the thoughts of Iqbal, there is the philosophy of the unity of the Islamic nation. We have not paid any kind of attention to promote the Iqbal's thought since the establishment of Pakistan. In our educational institutions, we are trying to promote western ideas but we pay very little attention towards Iqbal`s thoughts. There are many reasons which hinder the understanding of Iqbal's thought. Lack of the understanding of Persian and Arabic language is one of them. It is necessity of the time to conduct seminars, workshops and conferences in order to focus on developing the interest for Iqbal's thoughts among students. There are many aspects in Iqbal's poetry such as moral, scientific, urban and Islamic aspects, understanding of them can be made possible through lectures. This article explored the various venues to promote Iqbal's philosophy in educational institutes through extensive and in-depth analysis of literature including both the primary and secondary work on Iqbal's philosophy. Through this article, it is attempted to cover the aspects that hinder the promotion of Iqbal's thought and highlight the points by which they can be overcome.

Keywords: Iqbal, education, curricular and extra-curricular activities, Quran and Sunnah, science, teaching, Arabic and Persian

کلیدی الفاظ: اقبال، تعلیم، نصابی و ہم نصابی سرگرمیاں، قرآن و سنت، سائنس، تدریس، عربی و فارسی

فکر کیا ہے؟ فکر عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب سے اسم مشتق ہے۔ جس کے معنی سوچنا، غور کرنا، سوچ بچار کرنے کے ہیں۔ تفکر یا غور و فکر ایک ذہنی عمل ہے جس میں انسان اپنے سارے وہم و گمان اور فاسد خیالات کو اپنے دل و دماغ سے نکال کر کسی ایک خیال، نکتے پر اپنے مشاہدات کی گہرائی و گیرائی میں جھانکتا ہے اور اسی پر انہماک اور استغراق کی مکمل توجہ سے نتائج حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب و روز کی گردش میں عقل سلیم والوں کے لیے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں [1]

سورہ محمد ﷺ میں ارشاد ہے کہ "کیا دھیان نہیں قرآن میں؟ یا دلوں پر لگ رہے ہیں ان کے قفل"۔ [2] انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ التین میں انسان کو "احسن تقویم" کہا ہے۔ کائنات کی تخلیق اور مظاہر فطرت پر تفکر کی دعوت دی ہے۔ اس لیے فکر، انسان کے ذہنی تخیل کا نام ہے۔ جس کے متعلق قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر رہنمائی ملتی ہے۔ احادیث نبوی ﷺ میں بھی امت کی توجہ غور و فکر کی طرف مبذول کروائی گئی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے پس منظر میں دیکھا جائے تو فکر کرنا بھی عبادت ہے۔

علامہ اقبال اور قرآن و سنت:

علامہ اقبال کی شاعری اور خطابات کا جائزہ اس بات پر دالالت کرتا ہے کہ ان کی ساری تخلیقی و فکری کاوش قرآن و سنت میں بیان کی گئی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ جس کے بارے میں علامہ اقبال خود لکھتے ہیں کہ اگر میرا کلام قرآن و سنت سے ہٹ کر ہو تو بروز قیامت مجھے آپ ﷺ کے پاؤں کا بوسہ لینا نصیب نہ ہو۔

گر دلم آئینۂ بے جوہر است
ور بحرفم غیر قرآں مضمر است
روز محشر خوار و رسوا کن مرا
بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا[۳]

ترجمہ: اگر میرے دل کا آئینہ جوہروں سے خالی ہے، اگر میری باتوں میں قرآن حکیم کے سوا بھی کچھ ہے۔ قیامت کے دن مجھے ذلیل و رسوا ہونے دیجئے اور اپنے پاؤں کے بوسے سے بے نصیب رکھیے۔

اقبال نے اپنے اردو اور فارسی کلام میں جا بجا قرآن و سنت کو اپنی تعلیمات کا منبع قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد ماجد کی اس بات کو اپنے دل و دماغ میں نقش کر لیا تھا کہ بیٹا! قرآن اس طرح پڑھو جیسے یہ تم پر نازل ہو رہا ہے۔ ہمیں بھی اپنے تعلیمی اداروں میں قرآن فہمی اور قرآنی تعلیمات کی اس طرح ترویج کرنی چاہیے کہ طلبا کے اذہان و قلوب کے رگ و پے میں یہ سرایت کر جائیں، یہی فکر اقبال کا تقاضا ہے۔ حُب قرآن اور حُب رسول ﷺ کی بدولت ہی اقبال کی قلبی ماہیت تبدیل ہوئی اور وہ ایک سچے اور پکے عاشق رسول ﷺ بن کر سامنے آئے۔ ریاض احمد اس ضمن میں لکھتے ہیں:

ہم قرآن مجید کو پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں، ہماری فلاح صرف اور صرف قرآنی تعلیمات میں مضمر ہے۔ جب ہم قرآنی فکر کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں گے تو لازمی طور پر فکر اقبال کی طرف رجوع کریں گے اور جب عملی طور پر فکر اقبال ہماری زندگی کا حصہ بنے گی تو ہماری ذہنی اور فکری زندگی میں انقلاب آسکتا ہے۔ [۴]

فکر اقبال میں اتنا تنوع ہے کہ ان تمام پہلوؤں کو کسی ایک جگہ یکجا کرنا بہت دشوار گزار امر ہے اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ کوئی ان تمام پہلوؤں پر ہمہ وقت مہارت تامہ کا حامل ہو۔ اقبال کے ہاں زندگی کی تمام جہتوں کی رنگارنگی پائی جاتی ہے جو اپنے اندر آفاقیت اور عالمگیریت دونوں سموئے ہوئے ہے۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم اس تنوع کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

اقبال کے افکار میں اتنا تنوع اور اتنی ثروت ہے کہ اگر اس کے تفکر و تاثر کے ہر پہلو کی توضیح و تشریح اختصار سے بھی کی جائے، تو ہزارہا صفحات بھی اس کے لیے کافی نہیں، وہ مشرق و مغرب کے کم از کم سہ ہزار سالہ ارتقائے فکر کا وارث ہے۔ [۵]

فکر اقبال میں قرآن کی قرأت، قرآن کے موضوعات، قرآن میں بیان کردہ سائنسی علوم و فنون، زندگی گزارنے کے اصول، میزان عدل، یہاں تک کہ اسلامی فقہ کی ساری صراحت و وضاحت بیان کر دی گئی ہے۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اپنے طلبا کو کس طرح آسان پیرائے میں سمجھا پاتے ہیں۔ واضح رہے کہ قوموں کی تعمیر میں تعلیم کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ ہماری آزادی کے مقاصد تبھی پورے ہوتے ہیں۔ جب ہم اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق نہ صرف اپنی زندگی کو سدھاریں اور اسی روش پر چلتے ہوئے اپنی نژاد نو کی تربیت

کریں، تاکہ وہ مستقبل میں اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے والے ایک سچے مسلمان، دیانتدار، خدمت گزار، عدل کرنے والے، ایثار کرنے والے، اعلیٰ تعلیم یافتہ معمار کے روپ میں ملک کی باگ دوڑ سنبھالیں۔ فکر اقبال / شعر اقبال میں یہ سب طور طریقے، ڈھنگ، شعور احسن طریقے سے سمجھانے کی کوشش کار فرما ہے۔ ہمارے تعلیمی ادارے فکر اقبال کی ترویج میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

ڈاکٹر سید عبداللہ کے مطابق:

شعر اقبال اور فکر اقبال۔۔۔ ہر دو میں علامہ اقبال کی اصل تلقین تو یہ ہے کہ:

گر تو میخواہی مسلمان زیستن   نیست ممکن جز بقرآں زیستن ۵

اقبال نے اپنے افکار میں روح قرآنی کے اولین قالب کو بڑی اہمیت دی ہے۔ ۶

اقبال بڑے عام فہم انداز میں اپنی قرآنی فکر کی وضاحت کرتے ہیں کہ طلبا کے ساتھ ساتھ عام قاری بھی بآسانی اس کی رمزیت کو پالیتا ہے۔ اس حوالے سے جسٹس جاوید اقبال لکھتے ہیں:

اقبال نے علمائے مصر سے کیا خوب سوال کیا تھا کہ آپ مدرسے میں بجلی جلتے ہوئے بلب کے نیچے بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہو۔ کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ بلب کس طرح روشنی دیتا ہے۔ اس کو کس نے بنایا، یہ کہاں سے آیا اور ہم خود اسے کیوں نہیں بناتے؟ سید جمال الدین افغانی کا قول ہے کہ علم میں مشرق اور مغرب کی کوئی تمیز نہیں اور نہ علم کی تقسیم بطور اسلامی اور غیر اسلامی کی جاسکتی ہے۔ ۷

اقبال نے بڑے سادہ انداز میں بتایا ہے کہ قرآن مجید ایک روشنی ہے جس کی تعلیمات دل و دماغ کو روشن کرتی ہیں۔ یہ روشنی کوئی عام پیمانے کی نہیں ہے، بلکہ "نور" علیٰ نور" ہے۔ اسی نور الٰہی سے کائنات کی ہر شے اجلی اور روشن ہے۔ جب یہ نور دل و دماغ کے نہاں خانوں کو اُجالتا ہے تو انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے اور وہ معرفت الٰہی کو پالیتا ہے۔

اقبال کی سائنسی فکر:

شعر اقبال میں سائنسی فکر کا تذکرہ کثرت سے ملتا ہے۔ یہ سائنسی فکر تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل تو ہے لیکن جب اس فکر کو شعر اقبال کی معاونت مل جائے گی تو اس سے دو فائدے ہوں گے:

1. طلباء شعر اقبال میں موجود سائنسی فکر سے استفادہ کرسکیں گے۔
2. شعر کی خواندگی پر قادر ہوں گے اور شعر اقبال کے حوالوں سے اپنے مضامین اور مقالات کو جامع اور پر مغز بنا سکیں گے۔
3. تعلیمی اداروں میں فکر اقبال کو فروغ ملے گا۔

اقبال کے ہاں جن سائنسی موضوعات پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ سید عبداللہ نے اس حوالے سے جو فہرست پیش کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

1. فطرت و کائنات کی نوعیت کیا ہے؟ (مادے کی بحث توانائی کیا ہے؟)
2. مادے کی فنا پذیری، اس کی ترکیب کس مواد یا کن عناصر سے ہوئی؟ (حیات) (جواہریت، ذراتی نظریہ)
3. اس کا نظام میکانکی جبری ہے یا آزاد

4. (علت و معلول، تفسیر حرکت (دوری یا مستقیمی) مسلسل لہری، زمان و مکاں، نظریہ اضافیت، مطلقیت کا خاتمہ، (مطلق یا اضافی) فضا اور خلا (جست) (غیر مسلسل موجی) غایت (بے تک یا مقصدی)
5. (نور، حرارت، آواز، مقناطیسیت)
6. ہائنزن برگ کا اصول عدم تعین۔۔۔۔
7. کوانٹم میکانیات (سائنس کو حقیقت سے سروکار نہیں، مظاہرے سے دلچسپی ہے)
8. اقبال کا تصور طبیعیات مابعد الطبیعات سے منقطع نہیں (وائٹ ہیڈ، الیگزینڈر، رسل وغیرہ سے استفادہ
9. مذہب اور طبیعات
10. فلسفہ اور طبیعات
11. طبیعات اور نفسیات" ۸

درج بالا سارے سائنسی علوم جدید سائنسی فکر اور مابعد الطبیعات سے متعلق ہیں، آج کی سائنسی ریسرچ قرآنی علوم سے بھی استفادہ کر رہی ہے اور ان کی حقانیت روز روشن کی طرح عیاں ہو رہی ہے۔ جس کی بدولت نئی نئی کہکشائیں دریافت ہو رہی ہیں۔ بلیک ہولز کا سراغ مل رہا ہے۔ انھیں سائنسی علوم کی بدولت کائنات کے مخفی رازوں سے پردہ اٹھ رہا ہے۔ تسخیر کائنات کے نت نئے منصوبے بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ زمان و مکان کے فاصلے سمٹ رہے ہیں۔ کائنات کے پھیلاؤ / وسعت میں اضافہ ہو رہا ہے، دنیا ایک گلوبل ویلج کا روپ دھار چکی ہے۔ کمیونیکیشن کے جدید ذرائع نے تعمیر و ترقی کی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ اقبال نے شاید اسی لیے کہا تھا کہ یہ کائنات ابھی ناتمام اور مسلسل تغیر پذیر ہے۔ ۸(الف)

ڈاکٹر رضی الدین صدیقی لکھتے ہیں:

اقبال کے نزدیک قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہماری کائنات ایک ارتقاپذیر متحرک کائنات ہے اور چونکہ حرکت اس کا اساسی جزو ہے اس لیے کائنات کے ہر نظام میں اس کو ملحوظ رکھنا چاہیے:

ے فریبِ نظر ہے سکون و ثبات | تڑپتا ہے ہر ذرّۂ کائنات ۹

اقبال کی بہت سی نظموں میں زمان و مکان کی حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ان کی بال جبریل میں شامل نظم مسجد قرطبہ (آٹھ بندوں پر مشتمل ہے) کا پہلا بند ملاحظہ ہو:

سلسلۂ روز و شب نقش گرِ حادثات
سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات
سلسلۂ روز و شب، تارِ حریر دو رنگ
جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات
سلسلۂ روز و شب، سازِ ازل کی فغاں
جس سے دکھاتی ہے ذات زیر و بمِ ممکنات
تجھ کو پرکھتا ہے یہ، مجھ کو پرکھتا ہے یہ
سلسلۂ روز و شب، صیرفیِ کائنات
تیرے شب وروز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رو، جس میں نہ دن ہے نہ رات
اول و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا
نقشِ کہن ہو کہ نو، منزلِ آخر فنا ۱۰

سید عبد اللہ کے نزدیک اقبال سائنسی مفکر بھی تھے کیونکہ انہوں نے جدید سائنسی نظریات سے فائدہ اٹھایا اور سائنسی منہاج پر زور دے کر اس کی اہمیت کو واضح کیا۔ اقبال نے فطرت کی تسخیر کی طرف رغبت دلائی اور مذہب اور سائنس کو ایک دوسرے کا معاون قرار دیا۔ ۱۱؎

فکر اقبال کی ترویج کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ہے؟

1۔ عربی و فارسی کی تدریس:

اردو ادب خصوصاً کلاسیک ادب کی تفہیم کے لیے عربی و فارسی کی تدریس بہت ضروری ہے انگریزی تعلیم تو ہمارے نصاب کا جزو لاینفک ہے۔ اگر ایک طالب علم سب مضامین میں پاس ہے اور انگریزی مضمون میں فیل ہے تو اسے فیل قرار دیا جاتا ہے تاآنکہ وہ انگریزی مضمون پاس نہ کرلے۔ عربی اور فارسی تو ہمارے اسلاف کی زبان رہی ہے۔ ہمارا سارا قدیم نثری و شعری سرمایہ اور دیگر مضامین پر مشتمل کتابیں انہیں زبانوں میں ہیں۔ آج یہ حالت ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک ہم نے بتدریج عربی و فارسی کی تدریس سے دوری اختیار کرلی ہے حتٰی کہ دینی مدارس میں بھی فارسی کی برائے نام تدریس رہ گئی ہے۔ اگر ہم واقعی فکر اقبال کی تعلیمی اداروں میں تدریس کے خواہاں ہیں تو ہمیں اپنے نصاب میں عربی و فارسی کی تدریس کو لازمی قرار دینا ہوگا۔ جب طلبا پرائمری سطح سے لیکر گریجوایٹ کی سطح تک ان مضامین کو پڑھیں گے تو لامحالہ ان کے اندر اتنی لیاقت پیدا ہو جائے گی کہ وہ فکر اقبال کی تفہیم کے قابل ہو سکیں۔ نیز دوسرے کلاسیک ادب کے خزینے سے فائدہ اٹھا سکیں۔ آج صورت حال یہ ہے کہ طلبا تو ایک طرف رہے اساتذۃ بھی فارسیت کی خواندگی اور اس کی فہم سے عاری ہیں۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی اس صورت حال کے بارے میں لکھتے ہیں:

> پاکستان کی قومی زبان جب اردو قرار پائی اور پوری قوم نے اپنے رہبر قائداعظم کے فرمان کے مطابق اسے قومی یکجہتی کا ذریعہ بنایا تو فارسی زبان کی اہمیت کا احساس اور بڑھ گیا۔ قیام پاکستان کے وقت اور اس کے کئی سال بعد تک کوئی شخص فارسی کے بغیر قومی تعلیم کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اور اردو یعنی قومی زبان کی ترقی فارسی کی معاونت کے بغیر ناممکن تصور کی جاتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ فارسی تہذیب و ثقافت کے مخالف کئی عوامل کی کوششیں بروئے کار آئیں اور پاکستان میں فارسی آہستہ آہستہ انحطاط پذیر ہوگئی۔۔ ہمارے ادب بالخصوص شاعری کا بڑا ذخیرہ فارسی میں ہے۔ آج ہم اس پورے ورثے سے استفادہ کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ ہماری آیندہ نسلیں علامہ اقبال کا نام پاکستان کی تاریخ میں پڑھیں گی اور ان کے کلام اور افکار کو سمجھنے کے قابل نہیں ہوں گی۔ ۱۲؎

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے یہ بات تیس سال پہلے کہی تھی۔ ان کی بات درست ثابت ہوئی ہے کہ کلام اقبال تو ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن اس کلام کی تفہیم کے لیے ماہرین اقبال کمیاب ہو رہے ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں اردو کے اساتذہ بھی فارسی زبان سے زیادہ آشنا نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا فارسی تلفظ اور اقبال فہمی بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ انہیں فارسی کے ریفریشر کورسز کروائے جائیں۔ ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد کروایا جائے۔ ابتدائی کلاسز سے اعلیٰ تعلیمی کلاسز تک اقبالیات کا مضمون نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ فکر اقبال کو تعلیمی اداروں میں پروان چڑھانے کے لیے تربیت اساتذہ اقبال کورسز کروائے جائیں۔ یہ اساتذۃ بہتر طور پر طلباء کو فکر اقبال سے روشناس کرا سکتے ہیں۔ طلباء میں فکر اقبال کے فروغ کے لیے ضروری ہے کہ:

1. اقبال کوئز کا انعقاد کیا جائے۔
2. اشعار اقبال پر بیت بازی کے مقابلے کرائے جائیں۔

3. فکر اقبال پر تقریری مقابلے اور مباحثے منعقد ہوں۔
4. فکر اقبال کے مختلف موضوعات پر مضمون نویسی کے مقابلوں کا تسلسل کے ساتھ انعقاد ہو۔
5. خطبہ الٰہ آباد جو تحریک پاکستان کی بنیاد بنا، کے حقیقی مقاصد اور ثمرات سے آگاہ کیا جائے۔
6. جناح اور اقبال کے مابین جو خط و کتابت ہوئی، اس کے اغراض و مقاصد سے طلبا کو آگہی دی جائے۔
7. اقبال نے اپنے خطبات اور شاعری کے ذریعے ملت اسلامیہ کے اتحاد پر زور دیا ہے اس کی اہمیت واضح کی جائے۔
8. فکر اقبال میں جو تحقیق و جستجو اور تسخیر کائنات کی بات کی گئی ہے۔ طلباء میں تحقیق ولولہ اور جنون پیدا کیا جائے
9. اقبال نے مادہ پرستی کے جن مضمرات کا ذکر کیا ہے۔ الحاد و کفر کی ریشہ دوانیوں کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ اس کی نشاندہی کی جائے۔
10. فکر اقبال کی روشنی میں اقبال کے اسلامی افکار اور اسلامی فقہ پر گفتگو کی جائے۔
11. فکر اقبال اور عشق رسول ﷺ کی اہمیت اجاگر کی جائے۔
12. اقبال کی قرآن فہمی کو واضح کیا جائے۔

2۔ بیت بازی:

بیت کے معانی گھر اور شعر کے ہیں۔ "بیت الغزل" سے مراد بہتر شعر کے ہیں۔ عمدہ بیت، اعلیٰ مضمون، فرہنگ آصفیہ جلد اول صفحہ نمبر 460 پر یہ معانی درج ہیں:

ع+ف، اسم مونث، شعروں میں بحث کرنا، بحث اس طرح ہوتی ہے کہ ایک لڑکا کوئی شعر پڑھتا ہے، جس حرف پر یہ شعر ختم ہوتا ہے: دوسرے لڑکے کو اُسی حرف کے شروع کا کوئی شعر پڑھنا پڑتا ہے۔ اگر وہ جواب میں نہ پڑھ سکے اور جس لڑکے نے اول بیت بازی شروع کی تھی وہ پڑھ دے تو اس کو مات ہو جاتی ہے۔ بیت بازی کے لیے اکثر بچے محمود نامہ یاد کر لیا کرتے ہیں کیونکہ اس سے سب شرطیں پوری ہو جاتی ہیں۔

بیت بازی کا مقابلہ بڑا دلچسپ ہوتا ہے۔ حصہ لینے والے شرکا سے پوری تیاری اور اشعار کی سند کے ساتھ بڑے اعتماد اور درست تلفظ اور تحت اللفظ کے ساتھ اشعار سننے کو ملتے ہیں۔ مقابلہ کرنے والوں اور حمایتیوں اور سامعین کا جوش و جذبہ دیدنی ہوتا ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں پرائمری سطح سے لے کر کالج / یونیورسٹی کی سطح تک بیت بازی کے مقابلوں کی بڑی عمدہ روایت رہی ہے۔ یہی روایت پاکستان ٹیلی ویژن پر بھی شاندار طریقے سے جاری رہی اور ہے۔ آج بھی بہت سے ٹی وی چینلز اس روایت کو اہم قومی دنوں کے مواقع پر زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ بیت بازی کے لیے شعر اقبال سے کچھ نمونے ملاحظہ ہوں۔

1۔ خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں۔۔۔ ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں
آخری الفاظ اس شعر میں ن ہے۔ جس کا جواب یہ بنتا ہے۔
2۔ نہ تُو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے۔۔۔ جہاں ہے تیرے لیے، تُو نہیں جہاں کے لیے
آخری الفاظ "ے" ہے۔
3۔ یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی۔۔۔ کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی

آخری الفاظ "ی" ہے۔

4۔ یہی شیخِ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے۔۔ گلیم بوذر و دلقِ اویس و چادرِ زہرا

آخری الفاظ "ا" ہے۔

5۔ اے انفُس و آفاق میں پیدا ترے آیات ۔۔ حق یہ ہے کہ ہے زندہ و پائندہ تِری ذات

آخری الفاظ "ت" ہے۔

6۔ تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست۔۔ بندہ ہے کُوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھیابن ابو المحاسن متین لکھتے ہیں۔

بیت بازی ایک ایسا کھیل ہے جس میں نہ کوئی ہڑ بونگ ہوتی ہے نہ روپیہ صرف ہوتا ہے اور نہ وقت عزیز ہی ضائع ہوتا ہے بلکہ اس سے ادبی مذاق ابھرتا ہے۔ ذوق شعری کی تسکین ہوتی ہے، قوت حافظہ بڑھتی ہے، عملی صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں۔ معلومات اور ذخیرہ الفاظ میں خاصا اضافہ ہوتا ہے۔ مختلف شاعروں کی تخلیقات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ ان کے انداز بیاں اور لطافت خیال پر غور و خوض کرنے کا موقع ملتا ہے۔ بھدے اشعار کی سطحیت اور بلند پایہ کلام کی گہرائی میں فرق کرنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ زبان کے حسن وقبح اور اظہار و ابلاغ کے رنگارنگ پیرایوں سے بھی واقفیت ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ تنقیدی شعور بھی نکھرنے لگتا ہے[۱۳]

گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیت بازی سے طلبا میں لطف اندوزی اور سخن فہمی کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے۔ اچھے اشعار دل و دماغ پر مثبت اثرات چھوڑتے ہیں اچھے تخیل جنم لیتے ہیں طلباء کے اندر نئی تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار بڑھ جاتا ہے۔ ان کی زندگی کی سطح قوت مشاہدہ اور سوچنے سمجھنے کے انداز ایک نیا زاویہ اختیار کرتے ہیں۔ کہنے کو تو بیت بازی، اشعار کا کھیل ہے۔ لیکن طلباء کی ذہن سازی کے لیے اس کی افادیت سے کسی طور انکار ممکن نہیں۔

بیت بازی کے ضمن میں درج ذیل باتوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

1. اشعار مشہور اور شعری حوالہ سے بلند پایہ ہوں۔
2. مخرب اخلاق سے اجتناب کیا جائے۔
3. بیت بازی کے لیے غزل کے اشعار کا انتخاب کیا جائے۔
4. کوشش کی جائے کہ ایک فریق کے شعر پڑھتے ہی دوسرا فریق فوراً جوابی شعر پڑھے۔
5. ایسا فرد یا اصحاب منصف کا فریضہ انجام دیں جو شاعر ہوں۔ شعر کی نزاکتوں اور معیارات کو سمجھنے پر قادر ہوں۔ عروض جانتے ہوں۔
6. مقابلہ کے لیے ایک مخصوص وقت کا تعین ضروری ہے۔
7. اشعار صحت الفاظ کے ساتھ تحت اللفظ میں پڑھے جائیں۔

ڈاکٹر وسیم اقبال صدیقی لکھتے ہیں کہ بیت بازی ایک علمی اور عملی مشغلہ ہے جس میں دو یا زائد افراد یا ٹیموں کے درمیان اشعار کا مقابلہ ہوتا ہے۔ اس مقابلہ میں متعینہ حروف سے شروع ہونے والے اشعار نما راکٹوں کے ذریعے مد مقابل پر حملہ آور ہو کر اس کے اسی قسم کے ذخیرہ کو ختم کر کے اس کو زیر کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔ اردو ہندی اور دیگر زبانوں میں یہ دلچسپ علمی مشغلہ یا لطیف کھیل عرصہ دراز سے رائج ہے۔ اہل علم اس پر متفق ہیں کہ بیت بازی علمی لیاقت بڑھانے کے ساتھ کئی طرح کے سماجی فوائد کی حامل ہے۔ انھیں سماجی فوائد، اسلامی تعلیمات، عشق رسول ﷺ سے روشناس کرانے کے لیے بیت بازی کے لیے شعر اقبال سے استفادہ ضروری ہے۔

3۔ نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں شعر اقبال سے استفادہ:

نصابی وہم نصابی سرگرمیاں شعر اقبال کے بغیر پھیکی اور ادھوری ہیں۔ شعر اقبال میں وہ تحرک اور پژمردہ دلوں کو توانا کرنے کا سلیقہ وہنر ہے کہ اساتذہ کے ساتھ ساتھ علمائے کرام، سیاستدان، معیشت دان، سائنسدان اور دیگر اہل ہنر بھی شعر اقبال سے استفادہ کئے بنا نہیں رہتے۔ ہم نصابی سرگرمیاں جہاں ایک طرف طلبا وطالبات میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہیں۔ ان کی تخلیقی، تنقیدی، تحقیقی صلاحیتوں کو جلا بخشتی ہیں، وہاں یہ سرگرمیاں ان کی ذہانت وفطانت کو صیقل کرتی ہیں۔ ان کے مطالعے اور مشاہدے کو وسعت دیتی ہیں۔ مسابقت کا جذبہ پروان چڑھاتی ہیں۔ جستجو، کھوج، تجسس، بازیافت ان کا وتیرہ بن جاتا ہے۔ خوب سے خوب تر کی تلاش کے لئے ہمت، حوصلہ، تحمل اور صبر واستقامت کی ضرورت ہے۔ تعلیمی اداروں میں طلبا کو انہی صفات سے متصف کرنے کے لئے اساتذہ طلبا کی مشق کرواتے ہیں۔ مسلسل جدوجہد اور عمل پیہم ہی ان کی محنت کو توقیر وافتخار بخشتے ہیں۔ انہیں اقبال کا یہ آفاقی پیغام ازبر کرایا جاتا ہے کہ:

نِگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے [۱۴]

اور

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی، جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نُوری ہے نہ ناری ہے [۱۵]

شعر اقبال "عروق مردہِ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا" کر ایک ولولہ تازہ عطا کرتے ہیں۔ یہی ولولہ، عزم نو، جراتِ رندانہ، انداز بیباکانہ انہیں منزل نو سے ہمکنار کرتے ہیں۔ یہی شعر اقبال کا اعجاز ہے کہ وہ طلبا میں حیات نو کی ایسی روح پھونکنے کا باعث بنتے ہیں، جس کی تاثیر ان کی رگ وپے میں سرایت کر جاتی ہے۔ اس کے اثرات سے:

ا۔ خدائے لم یزل کا دستِ قدرت بن جاتا ہے۔

ب۔ رحمن کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر جب اللہ کی وحدانیت کی تبلیغ کرتا ہے تو اس کی زبان بن جاتا ہے۔

ج۔ صداقت، عدالت، شجاعت اس کی گھٹی میں رچ بس جاتی ہے۔

د۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ پر یقین کامل کی بنا پر بے بال وپر روح الامیں پیدا کرلیتا ہے۔ اس کے لئے زمان ومکان کے فاصلے سمٹ جاتے ہیں۔

ط۔ مئے لاالہ الا اللہ اسے دنیا کے خوف وخطر سے آزاد کر دیتی ہے۔

شعر اقبال میں جو پیغام ہے، تحرک ہے، قرآن وسنت کا جو لازوال ابدی خزانہ کہیں رمز وایمائیت کی صورت میں اور کہیں بانگ دہل موجود ہے، اس کا ایک اجمالی خاکہ درج بالا نکات میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مزید یہ کہ اعلیٰ کارکردگی کے حامل طلباء وطالبات کو ایوارڈز، سرٹیفیکٹس، اور نقد انعام سے نوازا جائے۔ آج کل میڈیا کا دور ہے۔ میڈیا پر کم از کم ہفتے میں ایک بار فکر اقبال پر مذاکرہ، شعر خوانی کا مقابلہ، اقبال کی شاعری اردو اور فارسی کلام کو تحت اللفظ سے پڑھنا اور اس کی تفہیم کا اہتمام لازمی کیا جائے۔ ملک بھر میں ثقافتی ادارے قائم کیے جائیں۔ اس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا:

> ہند کے تمام بڑے شہروں میں مردانہ اور زنانہ ثقافتی ادارے قائم کیے جائیں۔ ان اداروں کا فی نفسہ سیاست سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے۔ ان کا سب سے بڑا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ نوجوان نسل کو واضح طور پر یہ بتا کر کہ اسلام نے بنی نوع انسان کی دینی اور ثقافتی تاریخ میں اب تک کیا کچھ حاصل کیا ہے اور کیا کچھ حاصل کرنا باقی ہے، ان کی خوابیدہ روحانی توانائی کو جہت عطا کرے۔ کسی قوم کی ترقی پسند قوتیں صرف اسی صورت میں بیدار کی جاسکتی ہیں کہ ان کے سامنے ایسا نیا کام رکھا جائے، جو فرد کو وسعت نظر بخشے اور اسے سمجھائے کہ قوم زندگی کے منتشر اجزا کے ڈھیر کا نام نہیں بلکہ وہ ایک معین کل ہے۔ جس کے ہاں باطنی یک جہتی اور ہم آہنگی پائی جانی چاہیئے اور جب یہ قوتیں بیدار ہو جائیں تو یہ نئی صورتوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے توانائی مہیا کرتی ہیں۔ ۱۶

اقبال کے افکار کی ترویج نہ صرف ملک کے تعلیمی اداروں بلکہ تمام عالم اسلام میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔ ادیب اور دانشور ان کی فکر کی موثر ترویج کرسکتے ہیں۔ اس حوالے سے عبدالوہاب عزام کہتے ہیں کہ مسلمان ادیبوں کا فرض ہے کہ وہ اقبال کے افکار کو قبول عام بنائیں اور ان کی ترویج اس طرح ممکن بنائیں کہ اسلامی ادب پر وہی رنگ غالب آجائے جو اقبال کے کلام کا طرہ امتیاز ہے۔ ۱۷

اقبال کے کلام میں وہ تمام قوانین موجود ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہم نہ صرف اپنی انفرادی بلکہ اجتماعی زندگیوں کو بھی بہتر بناسکتے ہیں اور ان کے ذریعے وہ نظام معاشرے میں نافذ العمل ہو سکتا ہے جس سے ہر فرد ایک مثالی معاشرے کا تصور حاصل کر سکتا ہے۔ ۱۸ اقبال کی تعلیمات کو جاننا، سمجھنا، پرکھنا از حد ضروری ہے اور نژادِ نو کو اس فکر سے آگاہ کرنا اور اس کا شعور بہم پہنچانا اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ مغربی ہتھکنڈے اور ان کی ناپائیدار تہذیب کی چکاچوند ان کی آنکھوں کو خیرہ کر کے انہیں ان کے مقصد سے غافل کر سکتی ہے۔ اس لیے اقبال کی شاعری میں ہم بار ہا اقبال کو نوجوانانِ ملت سے خطاب کرتے ہوئے پاتے ہیں جس کی ایک بڑی مثال "خطاب بہ نوجوانان اسلام" ہے۔ اقبال کی شاعری میں ان کے مخاطب یہی نوجوان نسل ہے جس کے ہاتھ میں ملت کی باگ ڈور ہے۔ انہی کی بدولت قوم کی کڑیاں مضبوط ہو کر متحد قوم بن سکتی ہے اور انہی متحدہ قوموں سے جمیعت اقوام وجود میں آئے گی جس کے بارے میں اقبال نے بہت زور دیا ہے۔ ۱۹ ملت کے ان نوجوان نمائندوں کو پیام اقبال سے روشناس کرانا اس لیے بھی لازم ہے کہ اقبال محض شاعر ہی نہیں تھے بلکہ وہ اپنی دور اندیشی سے وہ منظر دیکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے جو دوسروں کی نظروں سے اوجھل تھے۔ انہوں نے اپنے کلام میں صرف ماضی کی تابناکیوں کو ہی نہیں ابھارا بلکہ مستقبل کی وہ تصویر سامنے لاکر رکھ دی جسے بڑے بڑے دانشور بھی اس وقت بیان کرنے سے قاصر تھے۔ انہیں آنے والے وقت کی فکر بے چین رکھتی تھی ۔ ان کے سامنے اسلامی تمدن کے عروج وزوال کی پوری داستان تھی اسی لیے جہاں جہاں وہ اس کا نقشہ کھینچتے ہیں وہیں وہ ان کو تاہیوں سے بھی آگاہ کرتے ہیں جو ان کے زوال کی وجہ بنی۔ اقبال کو اسلامی تمدن کی تاریخ میں ایک بہت بڑے تمدنی نقاد کی حیثیت حاصل تھی۔ ۲۰

سفارشات:

ہم اپنے تعلیمی اداروں میں پیغام اقبال کو عام کر کے نہ صرف طلبا کو تعمیر وطن کی جانب مثبت کردار ادا کرنے کی طرف راغب کر سکتے ہیں بلکہ ان میں عزت نفس، خودداری جیسے سنہری اصولوں کو اپنانے کے لیے عمل کی جانب گامزن کرسکتے ہیں۔ ہم اپنے نصاب کو فکر اقبال کی روشنی میں از سر نو مرتب کر کے زیادہ مفید بناسکتے ہیں۔

پرائمری سطح: بچے کی دعا، ایک مکڑا اور مکھی، ایک پہاڑ اور گلہری، ایک گائے اور بکری

مڈل سطح: ماں کا خواب، پرندے کی فریاد، ہمدردی، طفل شیر خوار، چاند اور تارے

میٹرک: ایک آرزو، عہد طفلی، ہمالہ، پیام صبح، ایک پرندہ اور جگنو، بچہ اور شمع

انٹرمیڈیٹ: شاعر (قوم) گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم، چاند، بلالؓ، حقیقت حسن، طلبہ علی گڑھ کے نام

بی ایس: سر گزشت آدم، جگنو، ترانہ ملی، شکوہ اور جواب شکوہ سے انتخاب، نصیحت، خطاب بہ جوانانِ اسلام، شمع (انتخاب: آشنا اپنی حقیقت سے ہو)، دعا (یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے)، فاطمہ بنت عبد اللہ، "جواب خضر" میں بعنوان: زندگی، سرمایہ و محنت، طلوع اسلام سے انتخاب، بال جبریل کی تین طویل نظموں سے انتخاب: ذوق و شوق، مسجد قرطبہ، ساقی نامہ کا تعارف و تجزیہ اور انتخاب شامل نصاب کیا جاسکتا ہے۔

کلام اقبال میں سے نثری اقتباسات بھی شامل نصاب کیے جا سکتے ہیں۔مثلاً خطوط اقبال میں سے کچھ خطوط پہلے ہی نصاب میں شامل ہیں اس میں خطوط کے موضوع ،اس کی اہمیت و افادیت کو مد نظر رکھتے ہوئے مزید اضافے کیے جا سکتے ہیں۔خطبات اقبال میں سے بھی انتخاب کرکے انہیں بھی نصاب کا حصہ بنایا جانا چاہیے۔

اقبال کا کلام قرآن و سنت کی تشریح و توضیح ہے۔یوں کلام اقبال کی ترویج کے ذریعے دراصل قرآن و سنت کی تشریح و ترویج ممکن ہے۔اس کے ذریعے طلبا میں توازن اور اعتدال پیدا کیا جاسکتا ہے کیونکہ توازن اور اعتدال کی راہ وہی ہے جو قرآن اور اسوہ رسول ﷺ سے ملتی ہے۔[۲۱]

الغرض فکر اقبال کی ترویج و ترقی کے لیے ہمیں عملی اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے جس سے طلبا کی نہ صرف ذہنی بالیدگی ممکن ہو سکے بلکہ وہ اپنی خودی کی محافظت کرتے ہوئے معاشرے کے ذمہ دار اور فعال شہری کا کردار ادا کر سکیں۔

حواشی و حوالہ جات

1۔القرآن، آل عمران 190:3

2۔القران، محمد ﷺ 24:47

3۔علامہ محمد اقبال، ڈاکٹر، رموز بیخودی، باہتمام حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی، لاہور، لالہ دیوان چند، دریونین سٹیم پریس، طبع گردید، س۔ن، ص ص:134، 135

4۔ریاض احمد، اساس فکر اقبال، لاہور، مراۃ العارفین، ستمبر 2020، ص:1

5۔خلیفہ عبد الحکیم، ڈاکٹر، فکر اقبال، لاہور، بزم اقبال، طبع ششم، ۱۹۸۸، ص:۴۳

6۔سید عبد اللہ، ڈاکٹر، اعجاز اقبال، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۴، ص:۴۳۱

7۔جاوید اقبال، ڈاکٹر، خطابات اقبال، تسہیل و تفہیم، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، 2016، ص:20

8۔سید عبد اللہ، ڈاکٹر، اعجاز اقبال، محولہ بالا، ص:477

8۔(الف) علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل، مشمولہ کلیات اقبال، لاہور، علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۰۵، ص:۲۸/۳۱۹

9۔رضی الدین صدیقی، ڈاکٹر، اقبال کا تصور زمان و مکان، مشمولہ، زمان و مکان، (مجموعہ مقالات) مرتبہ ڈاکٹر وحید عشرت لاہور سنگ میل پبلی کیشنز 2013ء ص:505

10۔علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل، مشمولہ کلیات اقبال، جہلم، بک کارنر شوروم، س۔ن، ص:199

11۔سید عبداللہ،ڈاکٹر،اعجاز اقبال،لاہور،سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۴،ص:۴۰۷

12۔گوہر نوشاہی،ڈاکٹر فارسی زبان کے انحطاط اردو زبان وادب پر اثر،مشمولہ تحقیقی تناظر،(مضامین ڈاکٹر گوہر نوشاہی،مرتبہ:ڈاکٹر عطاء الرحمٰن میو،لاہور،فکشن ہاوس، 2021ء،ص:116

13۔شجاع الدین فاروقی،ڈاکٹر،گلدستہ بیت بازی،نئی دہلی،تخلیق کار پبلشرز2004ص:7)

14۔علامہ اقبال،ڈاکٹر،بال جبریل،مشمولہ کلیات اقبال،لاہور،شیخ غلام علی اینڈ سنز،طبع پنجم،۱۹۸۲ء،ص:۴۹/۳۴۱

15۔علامہ اقبال،ڈاکٹر،بانگ درا،مشمولہ کلیات اقبال،محولہ بالا،ص:۲۷۴

16۔اقبال احمد صدیقی،مترجم:علامہ اقبال تقریریں،تحریریں اور بیانات،دیباچہ اول ایڈیشن مشمولہ،لاہور،اقبال اکادمی پاکستان،1999ءص:13

17۔عبدالوہاب عزام،اقبال کا پیغام،مشمولہ،مطالعہ اقبال،منتخب مقالات:مجلہ اقبال،مرتبہ:گوہر نشاہی(لاہور،بزم اقبال،طبع دوم،۱۹۸۳،)ص:۲۱۲

18۔ایوب شاہد،اقبال کا تصور توانائی،سر گودھا،المدینہ پبلشرز،۱۹۸۲ء،ص:۳۱

19۔جاوید اقبال،ڈاکٹر،افکار اقبال(تشریحات جاوید)،لاہور،اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۹۴،ص:۱۱۰

20۔اسلم انصاری،ڈاکٹر،اقبال عہد ساز شاعر اور مفکر،لاہور،اقبال اکادمی پاکستان،۲۰۱۱،ص:۲۳

21۔محمد حامد،افکار اقبال،لاہور،اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۸۶،ص:۲۳۶

کتابیات

۱۔اسلم انصاری،ڈاکٹر،اقبال عہد ساز شاعر اور مفکر،لاہور،اقبال اکادمی پاکستان،۲۰۱۱،

۲۔اقبال احمد صدیقی،مترجم:علامہ اقبال تقریریں،تحریریں اور بیانات،دیباچہ اول ایڈیشن مشمولہ،لاہور،اقبال اکادمی پاکستان،1999ء

۳۔ایوب شاہد،اقبال کا تصور توانائی،سر گودھا،المدینہ پبلشرز،۱۹۸۲

۴۔جاوید اقبال،ڈاکٹر،خطابات اقبال،تسہیل و تفہیم،لاہور،سنگ میل پبلی کیشنز،2016

۵۔جاوید اقبال،ڈاکٹر،افکار اقبال(تشریحات جاوید)،لاہور،اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۹۴

۶۔خلیفہ عبدالحکیم،ڈاکٹر،فکر اقبال،لاہور،بزم اقبال،طبع ششم،۱۹۸۸،

۷۔رضی الدین صدیقی،ڈاکٹر،اقبال کا تصور زمان ومکان،مشمولہ،زمان ومکان،(مجموعہ مقالات)مرتبہ ڈاکٹر وحید عشرت لاہور سنگ میل پبلی کیشنز2013ء

۸۔ریاض احمد،اساس فکر اقبال،لاہور،مراۃ العارفین،ستمبر 2020

۹۔سید عبداللہ،ڈاکٹر،اعجاز اقبال،لاہور،سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۴

۱۰۔شجاع الدین فاروقی،ڈاکٹر،گلدستہ بیت بازی،نئی دہلی،تخلیق کار پبلشرز۲۰۰۴

۱۱۔عبدالوہاب عزام،اقبال کا پیغام،مشمولہ،مطالعہ اقبال،منتخب مقالات:مجلہ اقبال،مرتبہ:گوہر نشاہی(لاہور،بزم اقبال،طبع دوم،۱۹۸۳،)

۱۲۔علامہ اقبال،ڈاکٹر،بال جبریل،مشمولہ کلیات اقبال،جہلم،بک کارنر شوروم،س۔ن،

۱۳۔علامہ محمد اقبال،ڈاکٹر،رموز بیخودی،باہتمام حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی،لاہور،لالہ دیوان چند،دریونین سٹیم پریس،طبع گردید،س۔ن

۱۴۔گوہر نوشاہی،ڈاکٹر فارسی زبان کے انحطاط اردو زبان وادب پر اثر،مشمولہ تحقیقی تناظر،(مضامین ڈاکٹر گوہر نوشاہی،مرتبہ:ڈاکٹر عطاء الرحمٰن میو،لاہور،فکشن ہاوس، 2021ء

۱۵۔محمد حامد،افکار اقبال،لاہور،اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۸۶،